

اک لمبی جدائی

فرح ملک

اہتمام اشاعت:

☆ حسن افتخار

☆ حمزہ افتخار

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	اک لمبی جدائی
شاعر	فرح ملک
سرورق	خرم سیسٹین
کتابت	فرح ملک
کمپوزنگ	مختار مسیح
سنہ اشاعت	نومبر 2017
قیمت	5 پاؤنڈ

PKR-300/-

انتساب

محترم والد صاحب کرم شاہ علوی

اور

والدہ محترمہ رحمت بی بی کے نام

فہرست

09	آراء
09	نثر کے بعد شاعری کا رنگ پروفیسر قیصرہ علوی
14	فرح کی اک لمبی جدائی انجم خلیق
16	پیش لفظ فرح ملک
18	حمد
20	نعت شریف
22	نعت شریف
23	منقبت
25	منقبت
28	دل کو خیالِ یار سے بہلا کے رو پڑے
31	مجھے جانم بھلا دینا اجازت تم کو دیتی ہوں
34	بیمار زیست کیسی دوا دے گیا ہمیں
36	کوچہ یار میں جاؤں تو بھلا جاؤں کیسے

تم کیا جانوا شک بہانا کیسا ہوتا ہے۔
عاشقی کو سلام کرتے ہیں۔
غمِ دل کو بیان کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے۔
نور کی چادر اوڑھے آئی میری سمت اک ہستی۔
وہ تیرا دل لبھانا یاد آئے۔
اُس نقشِ دلربا کو مٹایا نہیں گیا۔
اس سود و زیاں کی دنیا میں کوئی پیار کی بات کرے کیسے۔
آج اس راہ کے ہم راہ نہما دیکھیں گے۔
اس جگہ میں ہے پریت نبھانا مشکل میری جاں۔
کتنی ہے مختصر سی یہ پیار کی کہانی۔
محبت میں یہ سودا ہو گیا ہے۔
محبت کرنی آجائے مجھے تم یہ دُعا کرنا۔
جو کبھی تھے میرے اپنے وہ تو بیگانے ہوئے۔
خواہشوں کو لگام دے ساقی۔
سوچنے کو حیات ہے پوری۔

- 65 ----- غزل کیسے کہوں میں کہ روانی ہی نہیں آتی
- 66 ----- آؤ ذرا کہ خواب کی تعبیر دیکھ لیں
- 67 ----- زندگی کی حسین جگمگ میں
- 69 ----- کبھی ہم کو نہیں ملتا کبھی تم کو نہیں ملتا
- 71 ----- پرندوں کی اڑانوں میں سبق آزادی کا پنہاں
- 73 ----- وہ دوستی میں دشمنی کر کے چلا گیا
- 74 ----- پیارے پیارے گھرے نیناں
- 76 ----- دلر باہر وقت میرے روٹھنا اچھا نہیں
- 78 ----- ہمراہ یار دیکھا فلک پر ہلال عید
- 80 ----- ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی
- 82 ----- محبت عشق کی راہ میں ہزاروں دشت و صحرا ہیں
- 84 ----- وہ ستگر شاہ ماہ رو پر میرا دلدار ہے
- 85 ----- میرے مولا اگر تو میری سنتا
- 87 ----- اشعار:

93	نظمیں
94	اے نامہ بر
97	وہ لڑکی کیسی لڑکی تھی
99	وہ خواب تھا
100	نچھڑنے سے پہلے
102	مجھے تم سے محبت ہے
105	سوچ رہی تھی
107	زیست کے ان لمحوں میں
110	کہا اُس نے
113	جدائی زہر قاتل ہے
117	محبت پل کا اک قصہ
119	عدالتوں سے قیامتوں تک
121	اب کیسے دل بہلائیں گے
124	جب بھی دیس کی بات کروں میں
125	حسیں رنگوں کی دنیا میں

- 128 ----- وہ کہتا اُس کو چاند ہے
- 130 ----- پر یتیم پیارے لوٹ بھی آؤ۔
- 132 ----- جنتر منتر پڑھ کے لاکھوں
- 133** ----- **پنجابی**
- 134 ----- دل وچ پیار دا قرار ہونڑا چا سدا۔
- 135 ----- ٹٹے دل نہ نظری آون سُجی اکھیاں توں۔
- 136 ----- من دا پنچھی وچ خیالاں مارا ڈاری جاندا۔
- 138 ----- بو ہے ڈھواں۔
- 140 ----- سو ہنڑے مکھڑے دا کر کے دیدار۔
- 142 ----- پے گیاں شاماں توں نہیں آیا۔
- 144 ----- میں ٹر چلی آں۔

دانشوروں کی آراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نثر کے بعد شاعری کا رنگ

فرح ملک سے میرا تعارف مئی 2017 آٹھویں قومی کتاب میلہ میں ان کی کتاب "یادوں کا سفر پاکستان" کے تعارفی پروگرام میں ہوا۔ پہلے اس کتاب کے بارے میں نہ لکھوں تو صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ وطن کی محبت میں انہوں نے ایسے واجبات اتارے ہیں کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ وطن کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ساتھ قومی ورثہ کا رنگ بھی بھر پور ہے۔ تھر پارکر میں مائی بھاگی کے نغمے، چولستان میں بابا فرید کی کافیاں، میانوالی میں عطا اللہ عیسیٰ کے حیلوی کے سرائیکی نغمے، قصور میں میڈیم نور جہاں کے نغموں کے ساتھ بابا بلھے شاہ کا کلام، بلوچی اور پشتو نغموں کی لے اور موسیقی کتاب میں رچی بسی ہے۔ اگر کتاب بول سکتی یا گا سکتی تو ہر شہر کے ساتھ مدھر نغمے سناتی تو آپ کو لطف آ جاتا"

نثر کے بعد شاعری نے فرح کا ہاتھ تھام لیا ہے اس شعری مجموعے "اک لمبی جدائی" میں شاعری اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں ہے۔ ان کی

شاعری میں سادگی کے ساتھ بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ فرح وطن کی مٹی کے ساتھ ساتھ اپنے ہم وطنوں اور خونی رشتوں سے بھی والہانہ محبت کرتی ہے۔

نور کی چادر اوڑھے آئی میری سمت اک ہستی

جس کی ذات کی خوشبو سے ہے مہکی ساری بستی

جیسے ہر ذرہ اپنے گل کی تلاش میں رہتا ہے مخلوق خالق کے دیدار کو ترستی ہے تو دل سے جدائی و فراق کے نغمے نکلتے ہیں تو فرح کہتی ہے

کبھی ہم کو نہیں ملتا کبھی تُم کو نہیں ملتا

رہے وہ سات پردوں میں وہ بے پردہ نہیں ملتا

فرح اپنے رب کریم کو بے پردہ بھی دیکھنا چاہتی ہے اور اُس سے بیٹیوں کے مقدر کی بات بھی کرنا چاہتی ہے۔ وہ پرندوں کی اڑانوں سے آزادی کے سبق کی بات کرتی ہے، وہ غلط رسم و رواج پر تنقید بھی کرتی ہے۔ قبیلوں میں بٹنے اور نفسا نفسی کو ناپسند کرتی ہے۔ فرح اپنے پیارے دیس میں پھیلے قتل و غارت اور شور شرابے سے ڈرتی ہے وہ اپنے رب کریم سے رحم مانگتی ہے کرم مانگتی ہے۔ چاندنی کی ٹھنڈک اور من کا اجالا مانگتی ہے۔ وہ شہہ طیبہ سے مدد مانگتی ہے۔

بلا لوائے شہہ طیبہ فرح کو در کی چوکھٹ پر
 بنو ضامن حبیب رب تیری جانب چلوں جب میں
 فرح کی شاعری میں چونکا دینے والی کوئی بات نہیں بلکہ وہ اپنے نرم و نازک
 احساسات کو لفظوں کے خوبصورت ریشمی دھاگوں کے اسلوب سے بنتی ہیں
 کہ عام سے جذبات ایک خاص چیز بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر

نچھڑنے سے پہلے

کیا تھا یہ وعدہ

دوبارہ ملیں گے

یہیں پر ملیں گے

بہت سال گزرے

گئی جب وہاں میں

وہیں پر کھڑی تھی

تیری منتظر تھی (بقیہ نظم کتاب میں پڑھیں)

فرح کی نظمیں بھی خوب ہیں ایک عام سی بات کو اپنے انداز سے خاص بنا دیا ہے

وہ خواب تھا
یا کوئی حقیقت
کہ ماں کو دیکھا
خوشی خوشی وہ یہ کہہ رہی تھی
یہ گھر ہے میرا

سجا سجا
اڑھائی گزر کا
ہے اس کو میں نے ہی
خود سجا

نہ باپ شوہر
یا بیٹے کا گھر
یہ گھر ہے میرا
کہ اس پہ لکھا ہے نام میرا
قبر کا گھر ہے مقام میرا

فرح کی شاعری کا ایک اور رخ

عید تو ہے اللہ کا تحفہ
ظالم دے گولی کا تحفہ

ماں بچوں کا رستہ دیکھے
باپ کا خون بھی سستا دیکھے
کیا کیا تمہیں بتائیں گے
ہم کیسے عید منائیں گے

فرح کی پنجابی شاعری کا بھی اپنا رنگ ہے۔ محبت، پیار، جدائی فرح کی
شاعری کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتے ہیں جیسے

بڈھڑی ماں وی راہواں ویکھے

ترلے کر کر رب نوں آکھے

آساں دے فرح پنچھی تھک گئے

چھیتی وکھا دے لال دا مکھ

آ جا وے میرے دل نوں سکھ

فرح کی نظمیں آپ کے دل کے اندر کسی کونے میں چھپے ہوئے جذبات کا
بر ملا اظہار ہے پڑھئے اور لطف لیجئے۔

پروفیسر قیصرہ مختار علوی

اسلام آباد

09 نومبر 2017

فرح کی اک لمبی جدائی

فرح ملک کی شاعری اُس کے اندر سے پھوٹتے ہوئے احساسات ، جذبات، تجربات اور مشاہدات کا ایک سچا اور کھرا عکس ہے اور ہر ایسا شعر جو ان عناصر سے ترتیب پائے کسی بڑے شعری معیار پر پورا اترے یا نہیں، قاری کے دل پر ایک بھرپور تاثر ضرور چھوڑتا ہے۔ اس کتاب کی شاعرہ نے دو پہلوؤں سے جدائی کا عمیق تجربہ کیا ہے۔ ایک وطن سے دوری کا دکھ جس میں اُسے اپنے ماحول سے کٹنا پڑا اور دوسرا دیا رِ غیر میں رہتے ہوئے اپنے اُن متعلقین سے دوری کا کرب جو معاشی تقاضوں کے تحت اُس سے یا کسی بھی دوسرے انسان سے دور ہونے پر مجبور ہوئے۔ کسی بھی دوسرے انسان کا حوالہ میں نے فرح کے شاعر ہونے کے ناطے دیا ہے۔ اس لیے کہ شاعر

صرف خود پر گزرنے والے واقعات، سانحات، حادثات کا ترجمان نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے اس عطیہء تخیل کے سہارے اپنے پاس بسنے والے دوسرے انسانوں کے دکھ درد کو سمجھنے اور محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ ضابطہ تخلیق میں لانے پر بھی قادر بھی ہوتا ہے۔

اس کتاب میں جہاں دکھ درد کی پرچھائیاں ہیں وہاں ملن رُت کی رنگینیاں بھی ہیں اور ہجر و فراق دو ایسے لازمی احساسات ہیں جو ہر انسان کی ذاتی اور اجتماعی معاملہ بندی کی حدود میں آتے ہیں۔ انہی احساسات کا بھرپور برملا اور بے تکلف اظہار اس کتاب کو خوبصورت اور خوش گوار بناتا ہے۔

انجم خلیق
اسلام آباد



پیش لفظ

میرا ماننا یہ ہے کہ اپنے دلی احساسات و جذبات کو اشعار کے قالب میں ڈھالنے کا نام شاعری ہے۔ اور میں نے بھی حالات، احساسات جذبات کو اشعار کی صورت میں قلمبند کیا۔ میں یہ دعویٰ تو نہیں کروں گی کہ یہ کتاب ادب میں کوئی اضافہ کرے گی مگر یہ ضرور کہوں گی کہ شاید میرا کوئی شعر، غزل، یا کوئی نظم کسی کے دل میں اتر جائے۔

ایک بہت اچھے بزرگ شاعر نے میرا کلام پڑھنے کے بعد داد دیتے ہوئے کہا کہ "یہ کتاب خواتین میں بہت مقبول ہوگی۔ لیکن مردوں کے دل میں بھی گھر کرے گی۔" میں یہ ضرور کہوں گی کہ اپنی علمی استطاعت کے مطابق جو محسوس کیا اسے خلوص دل سے اشعار کے قالب میں ڈھالنے کی سعی کی۔ گلاسگو کی ادبی محفلوں، مشاعروں میں شرکت کرتی رہی ہوں، قلم قبیلہ تنظیم اور کلچر ایشیا کی باقاعدہ اہم رکن ہوں۔ بلکہ خواتین کی نمائندگی کرتی ہوں۔ یہ

دونوں تنظیمیں ادبی وثقافتی محافل کے انعقاد و تواتر سے کرتی رہتی ہیں۔ جس میں ماہانہ مشاعروں کا سلسلہ بھی شامل ہے۔

میں اپنے جیون ساتھی افتخار اشرف ملک کی بھی ممنون ہوں جن کی وجہ سے میں یہ سب کام جاری رکھے ہوئے ہوں۔ اور بیٹوں حسن افتخار اور حمزہ افتخار کی ممنون ہوں کہ میری دوسری کتاب کی اشاعت کروائی۔

آخری سطور میں معروف شاعر، ادیب اور ڈائریکٹر نظریہ پاکستان انجم خلیق صاحب اور جنابہ پروفیسر قیصرہ علوی صاحبہ کی مشکور ہوں۔ جنہوں نے انتہائی خلوص سے اپنی رائے سے نوازا۔

آج یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ پڑھ کر رائے ضرور دیجئے گا۔

فرح ملک

House No. 2/1, 55

Midlock Street Glasgow, G51 1SE

فون: 044-7947805277

ای میل: malikfarrah@gmail.com



حمدِ باری تعالیٰ

تو رحمان رحیم ہے مولا
تو ہی سب کو پالے

دامن میرا خالی دیکھا
پھول دو اُس میں ڈالے

دونوں ہی من موئی صورت
چاہت کے دو پیالے

چاندنی بن کر ٹھنڈک بخشیں
من کے ہیں اُجالے

اک سورج اک چندا میرا
آنگن کے ہیں اُجالے

اُن کو تو نے جیون بخشا
سُن کر میرے نالے

شکر فرح کرتی ہے تیرا
بخشتے نور کے ہالے





نعت شریف

اے دو جگ کے والی ! میری کشتی پار لگا دے
جو بچھڑے ہیں اک مدت سے ان کا پیار ملا دے

راہ کٹھن ہے دور ہے منزل ہر سو ہے تاریکی
کانٹوں کو تو پھول بنا کے رہ آسان بنا دے

میں ہوں مسافر جس نیا کی اسکا مالک تو ہے
نیا بچ بھنور کے پھنسی ہے اسکو پار لگا دے

دور کنارے ماں میری ہے آس لگائے بیٹھی
بند ہونے سے پہلے آنکھیں اُسکا نور دلا دے

یا رب! شکر ادا کرتی ہوں تیرے لطف و کرم کا
دل میں فرح کے نہر خوشی کی صبح و شام بہا دے





نعت شریف

محمدؐ کی غلامی میں درِ کعبہ جھکوں جب میں
رواں آنسو ندامت کے رہیں تو بہ کروں جب میں

ہو استغفار لب پر ہو جبیں جل تھل پسینے میں
قدم بھی لڑکھڑاتے ہوں سوئے کعبہ چلوں جب میں

جھکی ہوں شرم سے نظریں خدا کا خوف ہو دل میں
ہو طاری مجھ پہ رقت ذکر اللہ کا سنوں جب میں

بلا لو اے شہرِ طیبہ فرح کو در کی چوکھٹ پر
بنو ضامن حبیبِ رب تری جانب چلوں جب میں





منقبت

سیون والے لال قلندر تُو ہے کھیون ہار
دُکھیا کی فریاد پہ میرا بیڑا کر دے پار

عرش پہ نوبت کے بجنے کی سنے جہاں آواز
لال علیؑ جب مانگے رب سے برے نور پھوار

آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ ہے حسنؑ حسینؑ کا روپ
لاج رکھے تُو سب کا سائیں سب کا تُو غم خوار

تیرے کوچے کی مٹی اکسیر شفا لاریب
تیرے در کی خاک سے دل کا مٹ جائے آزار

فرح سوا لی بن کر آئی سائیں تیرے در پر
مجھ دکھیا کی آس کو پورا سچ کر دے سرکار





منقبت

قسمت تھی پائی کیسی یہ رودِ فرات نے
پانی رواں تھا اُس میں پیاسا حسینؑ تھا

کربل کے قافلے کی مٹائی نہ تشنگی
رویا فرات کیونکہ پیاسا حسینؑ تھا

لہریں اُچھل اُچھل کر تھیں بے تاب اس قدر
جائیں وہ کس طرح جہاں بیٹھا حسینؑ تھا

اصغر کی اک تڑپ پہ دنیا تھی مضطرب
اللہ کی رضا پہ نہ رویا حسینؑ تھا

معراج صبر کی عجب دیکھی تھی یہ مثال
ظلمِ عظیم پر بھی نہ ہارا حسینؑ تھا

مولا نے جس سے اتنا بڑا امتحاں لیا
محبوب اپنے کا ہی نواسا حسینؑ تھا

شیطانیت یزید کی پھیلی تھی چار سو
راضی بحکمِ پاک خدا کا حسینؑ تھا

جب جانثار بھی سبھی کٹتے چلے گئے
کربل کی تپتی آگ میں تنہا حسینؑ تھا

سجدے میں سر کٹا کے ہوا تھا جو سُرخرو
بنتِ رسولِ پاک کا پیارا حسینؑ تھا

جو آج کے بھی دن فرحِ محبوبِ دو جہاں
کل بھی وہی ہماری تمنا حسینؑ تھا





دل کو خیالِ یار سے بہلا کے رو پڑے
ہم اپنے دل کو آپ ہی سمجھا کے رو پڑے

جانے کو کوئے یار کو بیتاب تھے بہت
اُس بُت کدے کو سامنے ہم پا کے رو پڑے

جب تھے برہنہ پا تو یہ پتھر بھی گرم تھے
یکدم ملا جو سایہ تو گھبرا کے رو پڑے

شاید وہ میری یاد سے اس درجہ تھے اُداس
دیکھا انہیں جو غم زدہ سمجھا کے رو پڑے

افسانہ اُن کے ہجر کا تھا بسکہ پُر الم
ہم خود بھی اہلِ بزم کو تڑپا کے رو پڑے

اُس نے پلایا پیار سے جب جامِ زندگی
ساقی ہو یا خدا ہو بتلا کے رو پڑے

ساری حیات اُلجھنوں سے ہے بھری ہوئی
ہم ایک دو ہی اُلجھنیں سلجھا کے رو پڑے

جب تشنگی تھی ساتھ تو ہمت بھی ساتھ تھی
منزل جو پائی سامنے اِترا کے رو پڑے

یوں فرح دل اُداس ہے طغیانِ ہجر سے
بے کیف اِس دیار میں حق پا کے رو پڑے





مجھے جانم بُھلا دینا اجازت تم کو دیتی ہوں
نئی دنیا بسا لینا اجازت تم کو دیتی ہوں

کٹھن رستے اگر روکیں ترے ان بڑھتے قدموں کو
نہ گھبراننا نہ رُک جانا اجازت تم کو دیتی ہوں

اندھیروں میں مری یادوں سے گر گھبرائے دل تیرا
تو کچھ آنسو بہا لینا اجازت تم کو دیتی ہوں

اگر بھولے سے بچے پوچھ لیں حالت مری تم سے
لبوں کو اپنے سی لینا اجازت تم کو دیتی ہوں

مری یادوں کو تحفوں کو دبا دینا جلا دینا
فضا کی ننگی سننا اجازت تم کو دیتی ہوں

اگر بیٹھے کسی محفل میں آئے ذکر میرا بھی
تو تم انجان بن جانا اجازت تم کو دیتی ہوں

اگر پھر بھی خیال آئے کسی لمحے مرا تجھ کو
جھٹک دینا بھلا دینا اجازت تم کو دیتی ہوں

میں اپنے خالی ان ہاتھوں سے گر چھوڑوں تیرا دامن
کھلے پھولوں کو چُن لینا اجازت تم کو دیتی ہوں

مجھے معلوم ہے اس پر عمل پیرا نہ تم ہو گے
تم اپنے دل کی سن لینا اجازت تم کو دیتی ہوں

سبھی نے چھوڑ کر جانا ہے اس دنیائے فانی کو
نہ لب پر غم کوئی لانا اجازت تم کو دیتی ہوں

فرح کو ہے یقین ایسا کرو گے تم نہیں ہر گز
میرا مت ماننا کہنا اجازت تم کو دیتی ہوں





بیمارِ زیت کیسی دوا دے گیا ہمیں
بس خامشی سے ایک دعا دے گیا ہمیں

ہم اُس کو کیا کہیں گے مسیحا کہ نا خدا
کانٹے ہٹا کے گل وہ سجا دے گیا ہمیں

وہ در پہ خالی ہاتھ جب آ کر کھڑا ہوا
کیسی طلب تھی اُس کی سزا دے گیا ہمیں

وہ ہاتھ کی لکیروں میں ایسا اُلجھ گیا
لب کھولنے سے پہلے دعا دے گیا ہمیں

فرح نے جب خلوص کا اُس کو دیا پیام
وہ آپ تم اور تُو کا پتہ دے گیا ہمیں





کوچہ یار میں جاؤں تو بھلا جاؤں کیسے
پاسِ آداب نہیں شعلہء گفتار نہیں

گر پڑا در پہ تیرے ساقی نشے میں ورنہ
تو ہے میخانہ کوئی کعبہء دیوار نہیں

کس اذیت سے گزرتے ہیں مرے روز و شب
پیار اک جرم سہی قابلِ سنگسار نہیں

موجِ گوہر میں بھی پنہاں ہے تبسم اُس کا
وہ سخن دار تو ہے صاحبِ کردار نہیں

میں تو اس خواب سی دنیا میں مسیحا ڈھونڈوں
سنگ خاروں سے بھرا یہ کوئی گلزار نہیں

خلق کی دید سے چھپتے ہیں کہاں اہلِ صفا
فرح اپنے ہی تو ہیں یہ کوئی اغیار نہیں





تم کیا جانو اشک بہانا کیسا ہوتا ہے
بہن چاہت کے ناز اٹھانا کیسا ہوتا ہے

دل زخمی ہو آنکھیں گریاں سانس بھی اکھڑا اکھڑا
ایسے میں مسکان سجانا کیسا ہوتا ہے

خوب نمک افشانی کر کے اُس نے زخم بھرے ہیں
اندھی ریت میں پریت نبھانا کیسا ہوتا ہے

اُس سے فرح میں پوچھنا چاہوں سامنے جب وہ آئے
بے آتش دل اپنا جلانا کیسا ہوتا ہے





عاشقی کو سلام کرتے ہیں
سب خدائی بھی نام کرتے ہیں

ذکر تیرا جو چھڑ گیا جانم
دل کی دنیا تمام کرتے ہیں

غم مُسلط ہے جاگتے سوتے
زیست میں وہ قیام کرتے ہیں

آہ کرنا تو کیا تیرے آگے
موت کو درِ بام کرتے ہیں

وہ تو شمشیر بن گئے ہیں فرح
پردہء رخ نیام کرتے ہیں



نوٹ: پہلا مصرع طرح مصرع ہے



غمِ دل کو بیاں کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے
کسی کو مہرباں کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے

وہ ہے تو دلربا لیکن ستمگر کیسے میں کہہ دوں
کہ زخموں کو عیاں کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے

وہی جس کے لئے دل میں ہوا اک حشر سا برپا
اُسی کو راز داں کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے

بلندی پر کھڑے ہو کر نہ اِتراؤ مرے ہمد
زمیں کو آسماں کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے

کتابِ زندگی لکھنا فرح آسماں نہیں ہوتی
غموں کو بے نشان کرنے میں تھوڑی دیر لگتی ہے





ماں

نور کی چادر اوڑھے آئی میری سمت اک ہستی
جس کی ذات کی خوشبو سے ہے مہکی ساری بستی

سوچ میں ہوں تعظیم سے لب پر لفظ میں کیا کیا لاؤں
نام اسے میں ایسا دوں کہ چھائے دل پر مستی

میرے تن میں خون رواں ہے اُس پاکیزہ دل کا
اُس کی دعا سے پُر رونق ہے میری گھر گھر ہستی

میری وہ دنیا و دیں ہے سرمایہ برکت کا
اُس کی دید کو شام و سحر ہے میری آنکھ ترستی

اُس کے قدموں میں جنت ہے اُس سے میری عظمت
اُلفت کی بدلی ہے مجھ پر ہر ہر آن برستی

ماں کہلانا اچھا ہے اور ماں کہنا بھی اچھا
کس درجہ یہ چیز ہے مہنگی کس درجہ ہے سستی

خوب فرح ہے ذات مبارک ماں کی اس عالم میں
روز و شب آباد اسی سے ہے دنیا کی بستی





وہ تیرا دل لبھانا یاد آئے
کسی کا دل جلانا یاد آئے

جدا جب سے ہوئے ہم تجھ سے جاناں
تیرا وعدہ نبھانا یاد آئے

لڑکپن کٹ گیا لیکن مجھے اب
تیرا ہنس کر ستانا یاد آئے

تری یادوں میں ہم ایسے ہیں ڈوبے
وہ گزرا سب زمانہ یاد آئے

نیا آنگن بسایا ہم نے جب سے
گھر اپنا وہ پرانا یاد آئے

بلانا وہ فرح کو اک ادا سے
اور اُس پہ مسکرانا یاد آئے





اُس نقشِ دلربا کو مٹایا نہیں گیا
اے بے وفا تُو دل سے بھلایا نہیں گیا

تیرا خیال نہ مٹے یادیں بھلی لگیں
یہ دل کسی سے اور لگایا نہیں گیا

مانگیں گے تجھ کو تجھ سے ہی سوچا بھی تھا یہی
شاید ہمیں سے پیار جتایا نہیں گیا

جھکتی تھی تیرے در پہ جبیں میری ہر قدم
وہ سر ہنوز در سے اٹھایا نہیں گیا

ہم کو جلایا تیرے دردِ فراق نے
لو دیتا یہ چراغ بجھایا نہیں گیا

مدہوش وہ پڑا تھا کسی کے خیال میں
کیوں ہوش میں فرح کو بھی لایا نہیں گیا





اس سود و زیاں کی دنیا میں کوئی پیار کی بات کرے کیسے
ایمان پڑے جب خطرے میں دلدار کی بات کرے کیسے

یاں اہل وفا نے برسوں سے در در کی ٹھوکریں کھائی ہیں
جب پیار لٹا ہو گلیوں میں کردار کی بات کرے کیسے

جو عالی ظرف نہیں ہیں فرح وہ سچ کے کرب کو کیا سمجھے
وہ ہنستی بستی دنیا میں آزار کی بات کرے کیسے





آج اس راہ کے ہم راہنما دیکھیں گے
کتنے ہمدرد ہیں یہ اُن کی ادا دیکھیں گے

کیسے بدلا نظر آتا ہے جہاں کا منظر
آئیں اس شہر کی ہم آب و ہوا دیکھیں گے

پھر سے دہرائیں گے ہم عہدِ جوانی اپنا
بزم میں چل کے کوئی نغمہ سرا دیکھیں گے

کیسے نظریں وہ چراتے ہیں ذرا آؤ تو
اُس کے رُخ کا بھی اڑا رنگ بجا دیکھیں گے

چاہتے ہم ہیں شناسائی جہاں والوں کی
ساتھ ہم فرح کے چل کر یہ فضا دیکھیں گے





اس جگ میں ہے پریت نبھانا مشکل میری جاں
اور ہے دل کا بھید چھپانا مشکل میری جاں

دل کی بات لبوں پر لاؤں کیسے یہ ممکن ہے
آگ میں جلنا اُف بھی نہ کرنا مشکل میری جاں

لب ساکت ہیں آنکھیں گریاں کھولیں سارا بھید
اشکوں کا یہ دریا یوں بہانا مشکل میری جاں

رات اندھیری راہ کٹھن ہے دل بھی نہ ہارے ہمت
برق و شرر سے جان بچانا مشکل میری جاں

قدرت کا ہے کھیل تماشا فرح تیرا میل
عشق کی خاطر دل کو جلانا مشکل میری جاں





کتنی ہے مختصر سی یہ پیار کی کہانی
کچھ قربتوں کا جھولا کچھ یادوں کی نشانی

یادوں کے در کو کھولا ساری متاع دیکھی
کچھ تھے وفا کے موتی کچھ اشکوں کی روانی

قسموں کا جال بُن کر دامن میں ایسے ڈالا
دامن تو بھر گیا تھا دل نے نہ اُس کی مانی

گر لوٹ بھی جو آتے تو ہم کو کیا سناتے
وہ ہی جفا کا قصہ فتمیں وہی پرانی

چھوڑو فرح یہ قصہ اب کل کی بھی تو سوچو
لمبی ہے زندگانی ماضی کی کیا سنانی





"محبت میں یہ سودا ہو گیا ہے"
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے

شبِ ہجراں بہت بھاری ہے لیکن
تلاطمِ دل میں کیسا ہو گیا ہے

بہت حیران ہوں میں اس ادا پر
وہ دشمن تھا مسیحا ہو گیا ہے

رلائے جب تصور اس کا مجھ کو
مرا آنسو بھی دریا ہو گیا ہے

نہ جانے کب فرح کو چین آئے
جو گلشن تھا وہ صحرا ہو گیا ہے



نوٹ: پہلا مصرع طُرح مصرع ہے



محبت کرنی آ جائے مجھے تم یہ دُعا کرنا
اور دل کا چین مل جائے مجھے تم یہ دُعا کرنا

دعاؤں میں تو ہوتا ہے اثر سب لوگ کہتے ہیں
مگر نیت بھی شامل ہو سبھی تم یہ دعا کرنا

محبت ہو نہیں جاتی محبت کرنا پڑتی ہے
محبت روح بن جائے مری تم یہ دعا کرنا

محبت نام ہے یہ صرف کھونے اور پانے کا
کسی کو کھو کے پا لوں میں فقط تم یہ دعا کرنا

بتاؤ کیسے سیکھی ہے ادائے بے نیازی یہ
محبت عشق بن جائے مری تم یہ دعا کرنا

اکیلے میں وہ جب سوچے فرح اس سے یہ کہہ دینا
دعا منظور ہو جائے مری تم یہ دعا کرنا





جو کبھی تھے میرے اپنے وہ تو بیگانے ہوئے
کس سے پوچھوں حال ان کا وہ تو انجانے ہوئے

شام کے ان دھندلکوں میں سُرخئی سورج کا بھی
رنگ دیکھوں خون جیسا وہ تو پروانے ہوئے

ہم تو ان کی یاد میں گم ہو گئے ہیں اس قدر
محفلوں کی شوخیوں میں چپ تو میخانے ہوئے

آ بھی جاؤ لوٹ کر دیکھو افق کی روشنی
تیرے بن اس جگ میں جانم ہم تو دیوانے ہوئے

کس لئے ڈالی ہیں جگ نے فرح کو یہ بیڑیاں
ہائے ان کو کیسے توڑوں یہ تو آئینے ہوئے





خواہشوں کو لگام دے ساقی
رند کو ایک جام دے ساقی

میکدے کے ہجوم میں ان کو
پیار کا یہ پیام دے ساقی

لے کے لانا جواب اچھا سا
چاہے خالی سلام دے ساقی

آنکھیں دیدار کو ترستی ہیں
التفاتِ کلام دے ساقی

کہنا مدت ہوئی نہیں دیکھا
دیدِ چاہ سرِ عام دے ساقی

کچھ بہانہ کرو بلا لو فرح کو
نامہ اُس کو بنام دے ساقی





سوچنے کو حیات ہے پوری
تجھ کو پانا بھی اک ضرورت ہے

رب سے مانگوں تجھے دعاؤں میں
کیا کروں یہ پرانی عادت ہے

پیار کرنا تو بندگی ٹھہری
زیست کی یہی عبادت ہے

بے وفا بن کے دل جلاؤ گے
فرح معصوم سی شرارت ہے





غزل کیسے کہوں میں کہ روانی ہی نہیں آتی
اگر لفظوں کو جوڑوں بھی سنانی ہی نہیں آتی

بہانہ کیسے کر دوں اُس بھلی معصوم لڑکی سے
کہ اُس کے پیار کی قیمت چکانی ہی نہیں آتی

فرح تاریخ کو کھولوں بڑی فرسودہ لگتی ہے
تمہیں کیسے سناؤں کہ زبانی ہی نہیں آتی





آؤ ذرا کہ خواب کی تعبیر دیکھ لیں
دنیا کی اک نگاہ میں تصویر دیکھ لیں

ہم نے ضمیر بیچ دیا گُوئے حرص میں
پھر بھی یہ سوچتے ہیں کہ تقدیر دیکھ لیں

مُہر سکوت لب پہ ہے آنکھیں بھی بند ہیں
ظالم کے ظلم و جور کی تشہیر دیکھ لیں

گھر جل گیا تو کیا ہوا ہے دم میں دم ابھی
بارے فرح دعاؤں کی تاثیر دیکھ لیں





زندگی کی حسین جگمگ میں
دل تو ملتے ہیں اور پچھڑتے ہیں

کاش ایسے ہی وہ بھی مل جاتے
ہاتھ جوڑے دعائیں کرتے ہیں

آج اپنی زبان بندی ہے
اُنکی رسوائیوں سے ڈرتے ہیں

آگے صحرا ہے پیچھے دریا ہے
فرح جیتے ہیں ہم نہ مرتے ہیں

عشق کی راہ مانگے قربانی
خود کو اس پہ نثار کرتے ہیں





کبھی ہم کو نہیں ملتا کبھی تم کو نہیں ملتا
رہے وہ سات پردوں میں وہ بے پردہ نہیں ملتا

خدائے رب کی چوکھٹ پہ بہائے ہیں بہت آنسو
وہ جب چاہے کرم کر دے بنا چاہے نہیں ملتا

کی استغفار پڑھ کر بھی منانے کی بڑی کوشش
وہ جب قہار بن جائے منانے سے نہیں ملتا

وہی غفار بھی تو ہے وہی ستار بھی تو ہے
وہ بے جذبوں کے سجدوں میں بُلانے سے نہیں ملتا

خلیفہ بھی منافق اور بے حس ہو رعایا بھی
کبھی وہ چند ہاتھوں کی دعاؤں سے نہیں ملتا

رہے نزدیک شہہ رگ سے دلوں کا حال بھی جانے
فرح وہ دیدہء بینا میں آنے سے نہیں ملتا





پرندوں کی اڑانوں میں سبق آزادی کا پنہاں
زمیں و آسماں اپنے ہے گھر اپنا جہاں اپنا

جہاں چاہیں قدم رکھ دیں جہاں چاہیں نظر رکھ لیں
فلک اپنا زمیں اپنی ہے زر اپنا زماں اپنا

بٹے ہیں ہم قبیلوں میں بہر سو نفسا نفسی ہے
مقدر کو بدلنا ہے وطن اپنا سماں اپنا

امیدوں کے دیے ہم نے جلائے اپنا خوں دے کر
وطن یہ پاک اپنا ہے مکیں اپنا مکاں اپنا

قسم فرح جو کھائی ہے تو تم پر بھی ہوا لازم
سلامت اپنی دھرتی ہو امیں اپنا اماں اپنا





وہ دوستی میں دشمنی کر کے چلا گیا
لمبی عمر کی وہ دعا دے کر چلا گیا

کیوں دوستی کی لاج کو اُس نے بھلا دیا
لی آڑ پیار کی سزا دے کر چلا گیا

مولا کبھی نہ کرنا دعا اُسکی یہ قبول
الفت کے پردے میں دعا دے کر چلا گیا

فرح سوال دل میں تھے پر خامشی تھی واں
دیر و حرم کی اُلجھنیں دے کر چلا گیا





پیارے پیارے گہرے نیناں
میرے دل میں بستے نیناں

سارا عالم دیکھے ان کو
خود کو دیکھ نہ سکتے نیناں

پل دو پل کو اٹھ جائیں جب
شوخ ادا سے جھکتے نیناں

میرے دل میں آگ لگائیں
خوابیدہ سے تکتے نیناں

میں اُن کو وہ مجھ کو دیکھیں
گہری جھیل میں ہنستے نیناں

پلکوں کے جھرمٹ میں فرح
راز چھپا کر رکھتے نیناں





دلربا ہر وقت میرے روٹھنا اچھا نہیں
یہ سلیقہ یہ طریقہ پیار کا اچھا نہیں

دیر تک خاموش رہنا اور غم سہنا بہت
یہ رویہ ان سے کہنا ! اے صبا اچھا نہیں

کس کے نقشِ پا کو تم ہو دیکھتے ہی مضطرب
بر زبانِ خلق اس کو ماننا اچھا نہیں

تیری آنکھوں سے برستے اشک ہیں تو کیا ہوا
یوں حقیقت سے تمہارا بھاگنا اچھا نہیں

زندگی ہے چار دن کی اس پہ ہے میرا یقین
ہر گھڑی غم کا رہے یوں سامنا اچھا نہیں

یوں نہ جاؤ چھوڑ کر تنہا بھرے بازار میں
کون ہے فرح تری یہ پوچھنا اچھا نہیں





ہمراہ یار دیکھا فلک پر ہلالِ عید
دیکھا زمیں پہ ہم نے مکرر ہلالِ عید

ہیں اپنے اپنے چاند پر آنکھیں جمی ہوئیں
دیکھے فلک پہ وہ! میں زمیں پر ہلالِ عید

دونوں کے واسطے ہیں یہ دونوں ہی معتبر
وہ ہے ہلال یا رخ انور ہلالِ عید

روشن ہیں جس کے نور سے ارض و سما سبھی
ہے بے شمار لطف کا مظہر ہلالِ عید

دل میں فرح کے نور ہے کس درجہ کیف بار
کب میرے ہم نشین سے ہے بہتر ہلالِ عید





ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی
ہوتی نہ محبت تو شراکت بھی نہ ہوتی

دل ہم نے دیا تجھ کو تو لینا بھی تجھ سے
یہ بات نہ کرتے تو رقابت بھی نہ ہوتی

بے معنی محبت کے تو قاتل ہی نہیں ہم
معنی جو اگر دیتے تو عداوت بھی نہ ہوتی

ہم جس کے ہوئے عاشق انداز عجب اُس کے
گر ساتھ وہ دیتا تو ندامت بھی نہ ہوتی

اللہ کرے خیر فرح دام و دمن کی
گر عشق نہ ہوتا تو قیامت بھی نہ ہوتی





محبت عشق کی راہ میں ہزاروں دشت و صحرا ہیں
محبت عشق بنتی ہے ستم ایجاد کر کے یوں

یہ جینا کیسا جینا ہے اور اس جینے سے کیا حاصل
ہوے ہم سرخرو ایسے تمہیں کو شاد کر کے یوں

نظر آیا کرو ہم کو خدا کیوں بن کے بیٹھے ہو
یہ زیبا تو نہیں تجھ کو ہمیں ناشاد کر کے یوں

اگر تم جا رہے تھے یاد اپنی ساتھ لے جاتے
ملا ہے تم کو کیا جانم ہمیں برباد کر کے یوں

دعائیں روز کرتی ہوں ترے آباد رہنے کی
تمہیں حاصل بھی کیا ہو گا ہمیں آزاد کر کے یوں

محبت کا سبق تم کو ابھی تک یاد کیوں کر ہے
غموں کا زہر پینا ہے ہمیں فریاد کر کے یوں

یہ آتش عشق کی دل میں بڑھائے بے قراری ہی
سکوں فرح کو ملتا ہے خدا کو یاد کر کے یوں





وہ ستم گر شاہِ ماہ رو پر مرا دلدار ہے
زخم دیتا ہے برابر دل سے جو عیار ہے

اُٹھی نگاہِ ناز تو دن میں اندھیرا چھا گیا
روشنی جو رُخ پہ ہے کیا آیتِ انوار ہے

رکھا نہیں باہر قدم لیکن بہت حیران ہوں
پاؤں میں ہیں جو آبلے یہ کس سفر کا بار ہے

عشق فرح یوں بسا من میں ہو جیسے بُوئے گل
میں ہوں اُس میں وہ ہے مجھ میں یہ کیا عجب اسرار ہے





میرے مولا اگر تُو میری سنتا
میرے قدموں میں جنت تُو نہ رکھتا

قلم وہ دیتا میرے ہاتھ میں تُو
کہ جس سے بیٹی کا مقدر تُو ہے لکھتا

میں لکھ لیتی جہاں کے سارے ہی سُکھ
غموں کا ایک پل نہ اُس میں ہوتا

غریبوں کے گھروں میں بیٹیوں کی
تُو بھر بھر رحمتیں ہے بھیج دیتا

گلہ فرح کو ہے تجھ سے مرے رب
جو بیٹی دی تھی زر بھی ساتھ دیتا



اشعار

ہم شاعروں کے جگمگٹے میں آ کھڑے ہوئے
کچھ چہرے تھے جو ان میں بھی بے اعتنا لگے
دعویٰ تھا اُن کا یہ کہ ادب کے امین ہیں
پر وہ ادب کے لفظ سے نا آشنا لگے



اُس کے رخِ جمال کو دیکھا تو یوں لگا
جیسے کہ اپسرا ہو پری ہو خیال کی
نامہ ملا تو بزم میں ہم آ گئے فرح
دل میں رہے نہ پھانس کوئی بھی ملال کی



عشق تو اک شباب ہے ہمد
جیسے خالی کتاب ہے ہمد
جس کو لکھنا ہے اور پڑھنا ہے
کافی مشکل نصاب ہے ہمد



نزع کے وقت پہ اُس نے پکارا جب ہمیں جاناں
تو جھٹ سے کھول دی آنکھیں ابھی ہم نے نہیں مرنا
فرشتے سے بھی یہ بولا ذرا سی دیر رُک جاؤ
کہ روئے نہ میرا دلبر ستم ہم کو نہیں کرنا



گریباں چاک گلیوں میں پھرے کیوں ہے آوارہ
یہ تکڑی ایک منصف کی پکے کیوں ہے مرے یارہ



اُس نے ادائے ناز سے جب زہر پی لیا
صدیوں کا فاصلہ تھا جو اک پل میں جی لیا
سوچا نہ تھا کہ پچھڑیں گے اس پُل صراط پر
رسوائی نہ ہو پیار کی سو لب کو سی لیا



جفا کے موتی چنے تو جانا
وفا بچانا تھا مجھ پہ لازم



میں مشکور ہوں وعدہ یار سے
ذرا سی تسلی مجھے ہو گئی
محبت کی لذت عجب چیز ہے
تڑپ دل کی بھی اور سوا ہو گئی



دل نے کہا جناب سے ملنا ضرور ہے
وعدہ وفا کا پورا کرنا ضرور ہے
پروانوں نے چراغ کو دیکھا تو یہ کہا
اِس راہِ عشق میں ہمیں جلنا ضرور ہے



قسمت کی لکیروں میں کاہے کو اُلجھتے ہو
بدلیں گی گھڑی پل میں کاہے نہ سمجھتے ہو
یہ عشق کی گہرائی دیتی ہے ہمیں گھاؤ
اس میں ملے گھاٹے کو کاہے نہ بدلتے ہو



نظمیں



اے نامہ بر
گر لکھو تو اُن کو
پیام لکھنا
بنام لکھنا
جو مانے دل تو
میری طرف سے
فقط انہی کو سلام لکھنا
جو لکھنا گر تم
مشاہدوں کو
صدائقوں کو
حقیقتوں کو
قیامتوں کو
تو الفاظ کے جال
بُن بُنا کر
دوام لکھنا
بنام لکھنا

جو لکھنا اُن کو
گئی رتوں کے
اداس لمحوں کی
نہ بچھنے والی
پیار لکھنا
فلک کی حسین وسعتوں کا
کلام لکھنا
بنام لکھنا

جو لکھنا
تو اک سوال لکھنا
خیال لکھنا
کہ سیپ
موتی تو جو بن گئے ہیں
اُنہی کا تم بھی
وہ قصہ سارا
تمام لکھنا
بنام لکھنا

مزید لکھنا
حساب لکھنا
ادھورے خوابوں
ادھورے وعدوں
قرابتوں کا
رفاقتوں کا
فراق لمحوں کی
حسرتوں کا
قیام لکھنا
بنام لکھنا

جو لکھنا
آخر میں پیار لکھنا
بہت سے ناموں کے
جگمگے میں
چھپا کے فرح کا نام لکھنا
☆☆☆☆☆☆



وہ لڑکی کیسی لڑکی تھی
وہ سب کی آنکھوں کا تارا
اور سب کے دل کی دھڑکن تھی
آنکھوں میں اُس کے مستی تھی
وہ لب سے ہر دم ہنستی تھی
وہ لڑکی کیسی لڑکی تھی

کچھ خواب بھی تھے ان دیکھے سے
جو اُس کے من میں بستے تھے
وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی
یہ پریت میری منزل ہے
میں اُس کو اک دن پاؤں گی
اس جھولے میں لہراؤں گی
اک جھونکا آیا سرعت سے
طوفان تھا وہ

جھپٹا تھا وہ شاہیں کی طرح
 بچوں میں دبا کر اُس کو گیا
 اُس دور گیا اُس پار گیا
 جس جا کوئی اپنا تھا ہی نہیں
 اک صحرا تھا
 اک جنگل تھا
 وہ روتی تھی
 وہ ہنستی تھی
 وہ اک پگی سی لگتی تھی
 وہ لڑکی کیسی لڑکی تھی





وہ خواب تھا
یا کوئی حقیقت
کہ ماں کو دیکھا
خوشی خوشی وہ یہ کہہ رہی تھی
یہ گھر ہے میرا
سجایا سجایا
اڑھائی گز کا
ہے اس کو میں نے ہی
خود سجایا
نہ باپ شوہر
یا بیٹے کا گھر
یہ گھر ہے میرا
کہ اس پہ لکھا ہے نام میرا
قبر کا گھر ہے مقام میرا





بچھڑنے سے پہلے
کیا تھا یہ وعدہ
دوبارہ ملیں گے
یہیں پر ملیں گے

بہت سال گزرے
گئی جب وہاں میں
وہیں پر کھڑی تھی
تیری منتظر تھی

مجھے یاد آیا
ترے سنگ گزرہ
وہ ہر ایک لمحہ
اثاثہ تھا میرا

مجھے کیا خبر تھی
نئی دنیا تم اک
بسا لو گے اپنی

ملے ہو وہیں پہ
منوں مٹی پیچھے
یہاں پہ بھی تم
لے گئے بازی پھر سے
یوں وعدہ نبھانا
کوئی تم سے سیکھے

مگر میرے جاناں
یہ طے تو نہیں تھا
کہ یوں تم ملو گے
وہیں پہ کھڑی ہوں
تیری منتظر ہوں





مجھے تم سے محبت ہے
صرف تم سے محبت ہے
سمجھتی ہوں سبھی یہ میں
اُلجھتی ہوں اِسی سے میں
پچھڑنا جتنا مشکل ہے
ملن بھی اُتنا مشکل ہے
بہت مجبور ہوں یاں میں
بہت رنجور ہوں یاں میں
تیری یادیں ستاتی ہیں
تیری آہٹ سناتی ہیں

مجھے پھر بھی محبت ہے
صرف تم سے محبت ہے

مجھے وہ یاد ہے سب کچھ
 تیرا مڑ کے بُلا لینا
 بھری آنکھیں چھپانے کو
 ترا نظریں چُرا لینا
 بھلا دوں گزری باتوں کو
 بھلا دوں بیتی باتوں کو
 مگر یہ کیسے ممکن ہے
 کہ تجھ کو بھول جاؤں میں
 مرے جذبوں کی تڑپن ہے
 تو میرے دل کی دھڑکن ہے
 تو میرے سانس کا ساتھی
 مرے جذبات کا ساتھی
 مجھے تم سے محبت ہے
 صرف تم سے محبت ہے

یہ نیناں بھی برستے ہیں
 تمہیں دیکھن ترستے ہیں
 بہت ان کو بھی سمجھایا
 یہی ان کو بھی بتلایا
 بہت ہی دور ہوں جاناں
 بہت مجبور ہوں جاناں
 مگر یہ بھی حقیقت ہے
 مجھے تم سے محبت ہے
 فقط تم سے محبت ہے





سوچ رہی تھی
ہاتھ میں لے کر ٹوٹی تسبیح
رشتوں کی یہ پیاری تسبیح
کیونکر ٹوٹی
کیسے ٹوٹی
تانے بانے سارے
بُن کر
پھر سے میں نے
جیون کی ٹوٹی مالا کو
جوڑا جذبوں کے دھاگوں سے
پیار لگن کے موتی ڈالے
گانٹھ لگائی مضبوطی سے
پھر اک لمبا پکا موتی
ڈال کے باندھا
اک گتھی میں

فرح اب یہ نہ ٹوٹیں گے
سچے رشتے
پیارے رشتے
جیون رشتے
انٹ رشتے





زیست کے ان لمحوں میں
فیصلوں کے قصّوں میں
مان توڑنے کو یوں
ذکر گزرے ماضی کا
اسطرح نہیں کرتے
کچھ کہا نہیں کرتے

اُن کہے سے قصے سب
راز کھول دیتے ہیں
راز کھول دینے سے
ڈھیر سے سوالوں کے
خواب سے خیالوں کے
اُن کہے حوالوں سے
خواب ٹوٹ جاتے ہیں

خواب ٹوٹ جانے سے
دل بھی ٹوٹ جاتے ہیں
رنگ بکھر سے جاتے ہیں
ٹوٹی کرچیاں چننا
تم سے جاں نہیں ہو گا

اس خواب کے سہارے پر
سانسیں تیری چلتی ہیں
سوچیں بین کرتی ہیں
غم کا نوحہ لکھتی ہیں

جو بھی جھگڑے جیہڑے ہیں
موسموں کے پھیرے ہیں
در گذر خطائیں سب
بھول جا میری جاں سب

دل کی بات تم جاناں
دل میں ہی چھپا لینا
ان حسین بانہوں میں
زندگی کی راہوں میں
اس ادھورے خواب کی
تعبیر ہونا دیکھ لو
آگے بڑھنا سیکھ لو
ہنس کے جینا سیکھ لو





کہا اُس نے
مسافر ہوں
سفر کرنا ہے خو میری
عداوت تو نہیں آتی
محبت بھی عدو میری

کہا میں نے
کہ جاؤ گے
مرے دِن تم
کہاں جاناں
اکیلے میں
کرو گے کس سے
باتیں دُو بدو میری

کہا اُس نے
کروں کیا میں
اگر تم زندگی ہو تو
سفر ہے بندگی میری
اگر تم روح ہو میری
سفر ہے تازگی میری

نہیں رہ سکتا
بِیْن دونوں
کہ دونوں کو ملاؤں جب
تو ہوتی ہے نمو میری

کہا میں نے
تو جاؤ تم
مگر سُن بات اک میری
بہم رکھو گے دونوں کو
رہے گی آبرو میری





جدائی زہر قاتل ہے
یہ دنیا صرف باطل ہے
یہ راتوں کے اندھیرے میں
یہ یادوں کے سویرے میں
کبھی سونے نہیں دیتی
یہ خوش ہونے نہیں دیتی
جدائی زہر قاتل ہے
یہ دنیا صرف باطل ہے

کہانی اک سنائی ہے
کیوں اشکوں کی روانی ہے
جہاں ان سے ہوا ادھل
یہ نیناں ہو گئے بوجھل
انہیں کیسے سلاؤں گی
تمہیں کیسے بتاؤں گی
جدائی زہر قاتل ہے
یہ دنیا صرف باطل ہے

جدائی قہر ہے پھر بھی
جدائی زہر ہے پھر بھی
اسے پینا ہی پڑتا ہے
اکیلے جینا پڑتا ہے

یہ اک لمحے ہنساتی ہے
اسی لمحے رلاتی ہے
کبھی امید دیتی ہے
کبھی سنے دکھاتی ہے
یہ جینے بھی نہیں دیتی
یہ مرنے بھی نہیں دیتی
جدائی زہر قاتل ہے
یہ دنیا صرف باطل ہے

غموں کو تم چھپا لینا
تبسم کو سجا لینا
لبوں کو صرف سی لینا
اور ہنس کے زہر پی لینا

یہ دو نیناں ہی بولیں گے
تمہارا بھید کھولیں گے
انہی معصوم نینوں میں
یہ دنیا صرف باطل ہے
جدائی زہر قاتل ہے





محبت پل کا اک قصہ
مگر اس ایک پل میں بھی
ہزاروں سال دوری کے
بہت سے اُن کہے قصے
عذاب جذبہ بن کر بھی
میرے دل کو مسلتے ہیں

کبھی ہم کو ہنساتے ہیں
کبھی ہم کو رلاتے ہیں
عداوت دور کرتے ہیں
حقارت دور کرتے ہیں
جو دل میں ہو گئی پیدا
شکایت دور کرتے ہیں

ذرا سُن اے میرے دلبر
 اگر دل کے درپچوں میں
 اور اکھیوں کے جھروکوں میں
 محبت کی ادا بھی ہو
 اور تھوڑی سی وفا بھی ہو
 ادائے دلبری بھی ہو
 خلوصِ عشقِ کامل ہو
 زمانہ بھی نہ حائل ہو
 سکونِ زندگی بھی ہو
 ذرا سی بندگی بھی ہو

تو پھر یہ کیسا شرمانا
 تو پھر یہ کیسا کترانا
 درِ محبوب پر جھک کر
 نذر یہ بندگی کر دو
 حصولِ عشق کی خاطر
 محبت کو امر کر دو





عدالتوں سے قیامتوں تک
حکومتوں سے ندامتوں تک
قہر یہ کیسا پُرا ہوا ہے
ہر ایک انساں لٹا ہوا ہے
قبیلوں میں تُو بٹا ہوا ہے
نفس نفس بھی کٹا ہوا ہے

خدا کو کیا یہ جواب دیں گے
ضمیر جن کے ہوئے ہیں کالے
کہاں کے منصف یہ بیوپاری
لہو کو بچیں کہ زر ہے پیاری

ہیں اونچے منصب کے چھوٹے باسی
غریب انکے ہیں گھر کے داسی
یہ چڑھتے سورج کے ہیں پجاری
سحر کی آئی نہیں ہے باری
تو شامِ غرباں کی کر تیاری





اب کیسے دل بہلائیں گے
ہم کیسے عید منائیں گے
ملک ہے اپنا چلتا دیکھو
ہر سو خون اُبلتا دیکھو
غربت کو تم پلتا دیکھو
آمر اس پر چلتا دیکھو
غم یہ سب کو ستائیں گے
ہم کیسے عید منائیں گے
چاند کو دیکھا روتا ہم نے
سورج دیکھا سوتا ہم نے
برہا خون کے آنسو روئے
کیسے خون کے دھبے دھوئے
کس کو زخم دکھائیں گے
ہم کیسے عید منائیں گے

عید تو ہے اللہ کا تحفہ
 ظالم دے گولی کا تحفہ
 ماں بچوں کا رستہ دیکھے
 باپ کا خون بھی سستا دیکھے
 کیا کیا تمہیں بتائیں گے
 ہم کیسے عید منائیں گے
 حاکم کیوں چپ سادھے ہیں
 کیا لمبے کھابے کھادے ہیں
 آٹا دال تو چھین لیا ہے
 سستا کتنا خون کیا ہے
 یہ رب کو کیا بتلائیں گے
 ہم کیسے عید منائیں گے

لاشوں پر وہ سیاست کھیلیں
 نیم چڑھیں گی کیسے بلیں
 بے حس شاطر جھوٹ دلیں
 جلیں گی اک دن پھر قذلیں
 معجزہ کب دکھلائیں گے
 ہم کیسے عید منائیں گے
 اک روشن دن بھی آئے گا
 ہر گھر میں دیپ جلانے گا
 نہ غربت پر کوئی روئے گا
 نہ بھوکا کوئی سوئے گا
 سب سکھ کی بنسی بجائیں گے
 ہم تب یہ عید منائیں گے





جب بھی دیس کی بات کروں میں
دل میرا بھر آئے
کیسے کہہ دوں اُس ناداں سے
کام میرا کر آئے
ہر جا پھیلی قتل و غارت
شور شرابا ہے
اس میں وہ معصوم نہتا
کیوں زندہ گھر آئے
ماں کا لال گرا ہے دیکھو
جان نکلتی جائے
آؤ فرح مل رب سے مانگیں
رحم کرم فرمائے





حسین رنگوں کی دنیا میں
اسی یادوں کی بگیا میں
کہ اک انہونی خواہش کو
صرف ثابت قدم رہ کر
اُسے تکمیل دینا تھی

مگر تکمیل خواہش میں
ہزاروں دشت راہوں میں
بنے زنجیر پاؤں کی
کوئی آواز اپنوں کی
اُسے بڑھنے سے روکے تھی

کہ اک مُسکاتے گل جیسی
اُسی انہونی خواہش میں
مکمل رنگ بھرنے کو
اُسے آتش میں جلنا تھا

اُنہی انجان قدموں کی
انوکھی ہلکی چاپوں میں
سرابِ زندگی بھی تھی
جسے وہ جانتی بھی تھی

یہ وہ انجان راہی تھا
دوبارہ در پہ آیا تھا
یہ کیسی اُسکی خواہش تھی
کہ اُجڑی دل کی نگری کو
اُسے آباد کرنا تھا
دوبارہ شاد کرنا تھا
قسم کھا کر اُسی جاں کی
نگر آباد کرنا تھا

ذرا سی دیر کو وہ
سوچوں میں رہی گم صُم
اُٹھایا سر کہا اُس نے
کہ اے بھٹکے ہوئے راہی
محبت کی چھپی
خوابیدہ تاروں کو
تم مت چھیڑو
دوبارہ سُر نہیں لگتے
دوبارہ گھر نہیں بنتے





وہ کہتا اُس کو چاند ہے
پر داغ سے وہ ماند ہے
مانگے کی اُس کی روشنی
کا ہے کا اُس کو مان ہے

پھر بھی چکور اُس پہ مرے
تک تک وہ چندا کو جئے
کیسی ہیں اُس کی چاہتیں
کیسی ہیں اُس کی راحتیں

سانپوں میں ہے دیوانگی
ہو چودھویں کی چاندنی
وہ روپ دھاریں گے سبھی
تب فرق ہی مٹ جائے گا
سانپوں کا اور انسان کا

فرح یہ سب کو ہے پتا
فطرت میں دونوں کی رچا
وہ چھپ کے دس لینا سدا

بس فرق دونوں میں ہے یہ
چھپ چھپ کے دونوں
ڈستے ہیں
اک پیار سے
اک زہر سے





پریم پیارے لوٹ بھی آؤ
نچھڑا پیار ہے جب سے میرا
پیا سا جیون تب سے میرا
پریم کا ساگر چھوٹ نہ جانے
آس کا بندھن ٹوٹ نہ جائے
پریم کا آ کے دیپ جلاؤ
پریم پیارے لوٹ بھی آؤ

نینوں کی مسکان نہ ٹوٹے
سپنوں کی بگھیا نہ چھوٹے
رات ملن کی بیت نہ جائے
آشا بازی جیت نہ جائے
پریت کی آ کے ریت نبھاؤ
پریم پیارے لوٹ بھی آؤ

سانسوں کا سنگیت بنا کر
ساجن پیار کا گیت سنا کر
پریت کا ناٹھ پھر سے جوڑیں
اور آکاش کے تارے توڑیں
پیاسے من کا میت ملاؤ
پریتم پیارے لوٹ بھی آؤ

پیار کے پنکھ لگا کر آ جا
آ جا میرے ساجن آ جا
ساون آیا تم بھی آؤ
ہم کو اب نہ یوں ترساؤ
آؤ پیارے پریت نبھاؤ
پریتم پیارے لوٹ بھی آؤ





جنتر منتر پڑھ کے لاکھوں
عشق کی بازی جیتی
اندھا عشق یہی نہ جانے
اُس پہ کیا کیا بیتی
حُسن ہوا تھا اتنا بے بس
بات کوئی نہ کیستی
نینوں میں تھا دریا بہتا
من کے آنسو پیتی
عشق کے ہر ایک اُدھڑے زخم
وہ رفو کر کر سیتی



پنجابی



دل وچ پیار دا قرار ہونڑا چاہیدا
چبھدیاں اکھاں توں فرار ہونڑا چاہیدا

من ہووے روندہ بھاویں اکھاں ہون بھجیاں
بلاں اُتے ہنسی دا خمار ہونڑا چاہیدا

دُکھاں دی ھنیری وچ دُب کے وی سوچنا
کوئی کتھے اک دلدار ہونڑا چاہیدا

رُسنا اے ڈاڈا اوکھا مننا وی نہیں سوکھا
مانڑ کرن والا پیار یار ہونڑا چاہیدا

دل دیاں گلاں پھولاں جدے نال ھس کے
فرح جیا اک غم خوار ہونڑا چاہیدا





ٹُٹے دل نہ نظری آون سُنجی اکھیاں توں
کھوٹ دلاں دے وی نہ دسں سُنجی اکھیاں توں

سوہنی صورت ویکھ کے سب نوں پیار بڑا ہی اوند
من دی میل چھپا کے رکھن کھلی اکھیاں توں

ہولی ہولی پیار اے ودھدا بھید وی سارے کھل دے
اُس ویلے تے نیر ای برسن مُنجی اکھیاں توں

جگ سارا ایہہ جان کے ہسے ہو گئی اے سودائی
اس سودے وچ گھاٹا کھٹیا من دی اکھیاں توں

ڈونگا دریا پار نہ ہووے کی کریں گی فرح
اوکھا پینڈا مگدا نہیں اے تن دی اکھیاں توں





من دا پنچھی وچ خیالاں مار اڈاری جاندا
تن دا پنچھی ہجر دی اک وچ ہر دم ای گرلاند

ہجر وصال دی جنگ وچ یارا تن من سڑدا جاوے
عشق دی بکل مار کے یارا دل وی دُبا جاندا

جگ توں وی نہیں لگ سکدی اے اک وچھوڑے دی
تن ای جانے من دیاں پیڑاں ساگ سولاں دا کھاندا

عشق دے ڈونگے پینڈے وچ اے کنڈیاں دی بھرمار
کھنگر پتھر نوکاں والا لُوں لُوں نوں زخماندا

راہ دے پتھر رب بن کے تے جا سنگھاسن بیٹھے
تن دیاں لیراں من دا بوجھا کس کس نوں سلجھاندا

ہتھ وچ ڈوری تیرے دتی میرے سونہیا سایاں
بن گیا فرح روح دا ناٹھ تن توں ٹوٹدا جاندا





بُو ہے ڈھواں
کھول کے ویکھاں
کدوں آئے گا پیارا
دل وچ پیار دی جوت جگا کے
ٹُر گیا لا کے لارا

اُٹھدی بیٹھدی
سوندی جاگدی
اُہدے گیت الاپاں
اکھاں توں او دور بھلا اے
دل توں دور نہ رکھاں

راہ اُدیکاں اک دن میں جد
 اُہدی چٹھی آئی
 چُمیا اُس چٹھی نوں رج کے
 سینے نال میں لائی

پڑھیا اے سندیسہ میں کی
 لکھدا اے ہرجائی
 مرنا جینا اتھے ای میرا
 کیتی اے کمائی
 بھل جا ہُن توں مینوں بلئیے
 کاہنوں آس اے لائی

گھلیا اُس انمول اے تحفہ
 کنوں کی میں دساں
 ہنجو میری جھولی پائے
 کیویں ہُن میں ہستاں
 فیر وی اُہدیاں خیراں منگاں
 ہولی کر گیو ککھاں





سوہنڑے مکھڑے دا کر کے دیدار
صدیاں دی پیاس مک گئی

فیر ہولی ہولی آیا جو قرار
تے نیناں دی پیاس مک گئی

اکھاں روندیاں تے ہنجو سن ڈلدے
لوکی تک تک ساڈے اُتے ہسدے

جدوں ملیا اے تیرا جو وصال
تے ہنجواں دی نہر سک گئی

فرح جگ توں نہیں پیار کدی مکنّا
کسی کیدو اگے سچ نیوں جھکنا

ایہو ہیر رانجھا چھڈ گئے مثال
بھاویں چند او نماڑی مک گئی





پے گئیاں شماں تُو نہیں آیا
چن نے وی نہیں پھیرا پایا
ترسن میرے نین نماڑے
ویکھن نوں تیرا سوہنا مکھ
کدوں آوے گا سانوں سکھ

نیناں وچوں ساون برے
جل تھل کر کے بوند نوں ترے
اک دکھ تیرا اک دکھ میرا
رل کے ہو گئے سا بچھے دکھ
کدوں آوے گا سانوں سکھ

لمیاں راتاں گھپ اندھیرا
یاداں نے وی لایا ڈیرا
نہ کوئی تیرا نہ کوئی میرا
تیرا میرا دشمن دکھ
کدوں آوے گا سانوں سکھ

ہُنِ وطنِاں نوں آ جا بیبا
 میری آس مُکا جا بیبا
 چھڈ دے سارے لارے لپے
 آ جا ہن تے دے جا سکھ
 کدوں آوے گا سانوں سکھ

بڈھڑی ماں وی راہواں ویکھے
 ترلے کر کر رب نوں آکھے
 آساں دے فرح پنچھی تھک گئے
 چھیتی وکھا دے لال دا مکھ
 آ جاوے میرے دل نوں سکھ





ماں

(پہلا بند میری ماں نے آخری سانس لینے سے ایک دن پہلے میرے لئے کہے تھے)

"میں رُ چلی آں
 خبر نہ تینوں
 واسطہ ای رب دا
 آ مل مینوں
 میری فرح میری بچنے
 میری دھیے میری رائے"

کھندی کھندی رُ گئی اے توں
 ہنجو جھولی بھر گئی اے توں
 کس نوں حال سناواں دل دا
 کس نوں پھٹ دکھاواں دل دا
 چھب اپنی دکھلا جا مائے
 میری پیاری سوئیے مائے

یاد کراں تینوں شام سویرے
 کتھے جا توں لائے ڈیرے
 جتھوں کوئی بات نہ آوے
 سُنکھاں دی سوغات نہ آوے
 میرا سب کج صدقے مائے
 میری پیاری سوہنے مائے

اوسیاں پاؤں والی ٹُر گئی
 ذات دُعاواں والی ٹُر گئی
 کون اڈیکاں لاوے گا ہُن
 واجاں مار بلاوے گا ہُن
 اک تے آس لگا جا مائے
 میری پیاری سوہنے مائے

اک واری گل لا کے مل جا
 پیار دی ٹھنڈ میرے سینے گھل جا
 دل دیاں گلاں کھول کے دساں
 تینوں دس کے فیر میں ہساں
 سب جو لکا کے رکھیاں ماے
 میری پیاری سوئیے ماے

تیرے ہو کے میرے ہو کے
 بھلنے نہیں او اپنے سوکھے
 رب نے وی نہ واٹ پھڑائی
 سنی نہ تیرے دل دی دہائی
 چھاں ہٹا دھوپ دے گئی ایں ماے
 میری پیاری سوئیے ماے

پُتر وی نیں روندے پھر دے
 تیرے گیت ہی گاوندے پھر دے
 دھیاں رو رو راگ الاپن
 تینوں لبدياں پھر دیاں جا پن
 اک دیدار کرا جا مائے
 میری پیاری سوچئے مائے

فرح تیری دھی نماڑی
 بن گئی اے اک دُکھ دی کہانی
 لبھدی رہندی سی او تینوں
 آ جا چل ہُن مل جا مینوں
 اک جھلک دکھلا جا مائے
 میری پیاری سوچئے مائے

تیری یاد وچ رات وی مُک گئی
 اکھاں دی برسات وی مُک گئی
 کہندی سیں توں روز ملاں گے
 رنج کے گلاں روز کراں گے
 وعدہ پورا کر جا مائے
 میری پیاری سوئیے مائے

جگ اجی اک تھاں اے لوکو
 جانڈیاں نوں ہُن کیویں روکو
 توں وی جانا میں وی جانا
 اک دن او وعدہ اے نبھانا
 آن ملاں گے اوتھے مائے
 میری پیاری سوئیے مائے

